ش ۔ د ۔ ف

حزبِ اسلامی افغانستان کے امیر
مولانا محمد یونس خالص حقانی

فضلاء حقانیہ کا ایک قابلِ فخر مجاہد ساتھی ——— سے

ایک انٹرویو

افغانستان کے غیور اور بہادر مسلمانوں اور جذبہ اسلامی سے سرشار مجاہدین کے کامیاب جہاد کا غلغلہ پوری دنیا میں پھیل گیا ہے۔ مجاہدین کے کئی احزاب اور جماعتیں اپنی اپنی صوابدید اور وسائل کی بناء پر کسی نہ کسی محاذ کو سنبھالی ہوتی ہیں، ہر ایک کا کام قابلِ صد تحسین و تائید ہے۔ مگر رہ رہ کر ہر مسلمان کے دل میں یہ خواہش پیدا ہوتی ہے کہ دنیا کے ظالم اور سفاک کمیونزم انقلاب کے مقابلہ میں، کاش! یہ احزاب اور مختلف جماعتیں ایک جسد اور ایک جان بن کر سیسہ پلائی دیوار بن جائیں، اس طرح اتحاد و اتفاق کی برکت سے موجودہ فتوحات اور کامرانیاں اور بھی ثمرہ ور اور بابرکت ہوتیں۔ ان خیالات میں یکایک یہ خوشخبری ملی کہ مجاہدین کی چار اہم اسلامی تنظیموں نے اشتراکِ عمل اور متفقہ لائحہ عمل اختیار کرنے کا فیصلہ کیا ہے اس بابرکت تقریب میں شمولیت کا دعوت نامہ قاصد لے کر جب مولانا سمیع الحق صاحب کے پاس پہنچا تو انہوں نے بھی نہایت مسرت کے ساتھ اس تقریب میں شرکت کا وعدہ کر لیا دوسرے دن ہم پشاور میں جبھۃ ملی نجات افغانستان کے امیر شیخ صبغۃ اللہ مجددی کے مکان پر پہنچے جہاں یہ تقریب منعقد ہو رہی تھی لان مجاہدین اور ان کے امراء سے کھچا کھچ بھرا ہوا تھا۔ حرکت انقلاب اسلامی افغانستان کے مولانا محمد نبی محمدی جبھۃ ملی کے شیخ مجددی، جمعیۃ اسلامی افغانستان کے استاد برہان الدین اور حزب اسلامی افغانستان کے مولانا محمد یونس خالص اپنی تنظیموں کی اہم شخصیات اور مسلح مجاہدین کے ایک بڑے اجتماع کے شریکِ محفل تھے۔ ان میں سے مولانا محمد نبی محمدی صاحب امیر حرکتِ انقلاب اسلامی جن کے ساتھ علماء و مشائخ کے ایک بڑی تعداد مصروفِ جہاد ہے۔ اور جن میں ایک بڑی اکثریت دارالعلوم حقانیہ کے فضلاء افغانستان کی ہے۔ میں پہلے بھی بارہا ملاقات کر چکا تھا کہ وہ دارالعلوم تشریف لاتے رہے تھے۔ اور زعماء ہمارے لئے نئے تھے آج ان کی ولولہ انگیز تقاریر اور مجاہدانہ جذبات کو دیکھ کر ایک ولولۂ تازہ اور جوشِ ایمانی سے سارا مجمع سرشار تھا ——— اتنے میں شدید بارش شروع ہو گئی

مگر جو مردانِ حق نہتے ہو کر روسی راکٹوں اور گولیوں کی بارش سے ذرا بھی نہ ڈگمگائیں ۔ آج کی بارشِ رحمت کیسے ان کو جگہ سے ہلا سکتی تھی ۔ مجمع آخر تک جما رہا ، بارہ ایک بجے مجمع برخواست ہوا ۔ ہمارے مولانا سب امراء سے ملے ۔ شیخ صبغۃ اللہ مجددی اور استاذ برہان الدین کو اپنے جذبات سے آگاہ کیا اور پورے علمی طبقہ کی طرف سے دلی مخلصانہ جذبات کو پیش کیا کہ اتنے میں حزبِ اسلامی کے امیر مولانا محمد یونس خالص سے تعارف ہوا مولانا یونس خالص کی فاتحانہ اور مجاہدانہ جرأتوں کا چرچا اخبارات میں آ رہا ہے ۔ بالخصوص پکتیا کے محاذ پر ان کی یلغار اور بذاتِ خود ہر محاذ میں ان کی مجاہدانہ یورش کا سن کر مولانا کو بھی خود ان سے ملنے کا اشتیاق تھا ۔ مولانا سے متعارف ہوتے ہی مولانا محمد یونس خالص صاحب ان سے لپٹ گئے ۔ اور فرطِ محبت سے رونے لگے اور کہا کہ میں خود حضرت شیخ الحدیث مدظلہ کی خدمت میں حاضری کا ہر وقت سوچتا رہا ۔ مگر جہاد کے کاموں سے محاذ کو چھوڑنے کی اجازت نہیں دی پھر انہوں نے خوشگوار حیرت کے ساتھ مولانا سے کہا کہ ارے آپ تو دو تین سال کے تھے اور اب اتنے بڑے ہو گئے ۔ پھر مختصراً تعارف کراتے ہوئے مولانا سے کہا کہ میں دو تین سال آپ کی مسجد میں حضرت کی خدمت میں بسلسلۂ تلمذ مقیم رہا ہوں ۔ اس وقت آپ معمولی چلتے پھرتے تھے ۔ اس کے بعد مولانا نے کچھ دیر خالص صاحب کے ساتھ بیٹھ کر بات چیت کا ارادہ ظاہر کیا اور خالص صاحب کو اپنی ہی گاڑی میں بٹھا کر ان کے قائم کردہ مرکز واقع تہکال بالا لے آئے ۔ یہاں ان حضرات کی گفتگو کے دوران میں نے موقع غنیمت سمجھ کر ارادہ کیا کہ ـــــ دنیا کے ایک عظیم استعماری سرخ سامراج کمیونسٹ روسی اسٹیٹ کے ساتھ برسرِ پیکار جذبۂ ایمانی سے سرشار ان نہتے مجاہدین کے اس درویش منش امیر اور خود محاذوں میں کمانڈ کرنے والے سرفروش عالم دین کے کچھ حالات بھی قارئین تک پہنچا دوں بالخصوص حقانی برادری سے وابستہ ہزاروں فضلاء اور علماء جن کے لئے اپنے غیور حقانی فرزند کے ان مومنانہ کارناموں سے مزید مسرت حاصل ہوگی کہ مولانا محمد یونس خالص حضرت شیخ الحدیث ہی کے حقانی چشمۂ فیض کے قدیم ترین فیضیابوں میں سے ہیں اور ان کی حمیتِ اسلامی اور جہادِ حریت کے کارنامے بلاشبہ دارالعلوم حقانیہ کے مفاخر اور حضرت شیخ الحدیث ہی کے صدقات میں شمار ہوں گے ـــــ میں نے پہلا سوال مولانا یونس خالص صاحب سے ان کے تعلیمی اور ابتدائی حالات کے بارہ میں کیا ۔ تو مولانا نے فرمایا :

”میری ابتدائی تعلیم افغانستان میں قائم درسوں میں ہوئی ، دیوبند میں بھی دو چار ماہ رہا ۔ مرزا قطبی وغیرہ دیوبند میں پڑھی ، شرح عقائد بھی وہاں علامہ ابراہیم سے پڑھی ، علامہ یارتونگ مرحوم اور مولانا چکیسر صاحب حق صاحب سے بھی استفادہ کیا ۔ پھر یارتونگ سے اکوڑہ خٹک آیا جہاں دارالعلوم دیوبند سے فراغت کے بعد حضرت شیخ الحدیث مولانا عبدالحق مدظلہ نے

اپنے گھر کی مسجد میں درس دینا شروع کیا تھا۔ اور اس کا شہرہ ہر طرف پھیل گیا تھا۔ ابھی مولانا دیوبند بحیثیت مدرس نہیں بلائے گئے تھے، اس دوران میں نے مولانا مدظلہ سے مختصر المعانی اور صدرا وغیرہ پڑھ لیا۔ مولانا کے ایک عزیز مولوی عبدالجمیل صاحب لوندخوڑ اور صاحبزادہ صاحب اشوخیل بھی اس وقت مولانا کے درس کے طلبہ میں سے تھے۔ پھر یہاں سے ایک بار تو ٹونگ جاکر کچھ کتابوں کی تکمیل کی اور دوبارہ وہاں سے مولانا کی خدمت میں حاضر ہوئے اور مولانا سے بخاری شریف اور ترمذی شریف پڑھی اور میرے ساتھ میرے بھائی مولانا محمد یوسف صاحب افغانی بھی شریک درس تھے۔ ہم دونوں کو مولانا خاص طور سے بخاری اور ترمذی پڑھاتے رہے اور تفصیلی مباحث کے لئے زیادہ زور ترمذی شریف پر دیتے تھے۔

دو سال تقریباً ہم مولانا کے تلمذ میں ان کی مسجد میں رہے۔ اس کے بعد مولانا کا دارالعلوم دیوبند مدرس ہو کر جانا ہوا۔ اس اثناء میں حضرت مولانا نے مدرسہ تعلیم القرآن کے نام سے ایک انجمن اور پرائمری سکول اکوڑہ میں قائم کیا۔ یہ سب چیزیں ہمارے سامنے ہوتیں جو بعد کے سیاسی اور تنظیمی کاموں میں ہماری رہنمائی کرتی رہیں۔ اس وقت میرے نام کے ساتھ خالص کا تخلص نہیں تھا۔ یہ بعد میں رکھا گیا۔"

اپنی سیاسی وملی زندگی کے بارہ میں میرے سوال کے جواب میں مولانا خالص نے کہا کہ :-

"ہم لوگ یہاں سے جاکر اوّلاً خوگیانی میں گندہک نامی گاؤں میں رہتے تھے۔ میرے بھائی مولانا محمد یوسف صاحب بھی جو مولانا کے شاگرد ہیں میرے ساتھ تھے، شاید ۱۳۳۷ھ میں ہم نے حزب التوابین کے نام سے ایک جمعیتہ بنائی ہر ہر منطقہ میں اس کے دس دس افراد کا ایک گروپ بنا لیتے اور اس دوران ننگرھار علاقہ کے مرخود مقام پہ ایک مدرسہ بھی تشکیل دیا جیسے ہمارے مولانا نے اکوڑہ خٹک میں حقانیہ سے قبل تعلیم القرآن کے نام سے کیا تھا۔ یہ گویا ہم نے عملی درس مولانا سے سیکھا کہ اللہ نے چاہا تو اب ہمیں بھی اسے آگے بڑھانے کا موقع مل گیا تھا۔ اس اثناء میں کابل کے جناب منہاج الدین گھیخ ہمارے مہمان ہو گئے اور اس دوران میں نے مشترکہ کام کرنے کا فیصلہ کر لیا۔ اور کابل شہر میں بھی ایک گروپ بنا لیا اور منہاج الدین صاحب نے میرے ہی توسط سے گھیخ نامی پرچہ نکالا کیونکہ میں اب افغانستان کے شعبۂ مطبوعات میں تھا بعد میں کابل کے مجلہ پیغام حق کا بھی مدیر رہا۔ اور دارالعلوم کابل میں تدریس کے فرائض بھی انجام دئے، کمیونزم کے رد میں کتابچے بھی لکھے اور دینی ملغلرے کے علاوہ رمضان و حج وغیرہ

کہا تشریح میں بھی کتابیں لکھیں ، پھر جمعیۃ اسلامی کے نام سے ایک جماعت بنائی گئی اور انجینئر حبیب الرحمٰن اسکی فعال شخصیت تھے ۔ دوسرے اہم شخصیت جناب عبدالرحیم نیازی کی تھی اور یہ کام یونیورسٹیوں میں بھی پھیل گیا ۔"

مولانا خالص نے سلسلۂ گفتگو جاری رکھتے ہوئے کہا :

سردار داؤد کے دور میں میرا ایک بیٹا بھی جو بہت فعال شخص ہے اور مزار شریف میں مدرس تھا ، مدرسہ اڈہ کا فارغ تھا اور جو اب کابل میں قید ہے اور جو نویسندہ بھی تھے وہ بھی جمعیۃ اسلامی میں تھے ۔ الغرض سلسلہ پھیلتا رہا ۔ سردار داؤد آیا تو انجینئر حبیب الرحمان کو گرفتار کر لیا گیا ۔ اور پھر اسے شہید کر دیا گیا ، اس وقت سے میرا بیٹا بھی گرفتار ہے ۔ انجینئر گل بدین صاحب بھی ہمارے ساتھ تھے بعد میں ربانی صاحب نے جمعیۃ اسلامی کا نام برقرار رکھا ۔ اور انجینئر صاحب نے حزب اسلامی کا نام اختیار کیا ۔ اور اکٹھے یہ کام ہوتا رہا ، پھر اتحاد کے لئے کوششیں جاری رہیں ۔ ہماری بھی اور دیگر احزاب کے ساتھ بھی مگر اللہ کو منظور نہ تھا ، کچھ علماء و مشائخ نے دوسرے نام کو اختیار کیا اور حزب اسلامی اور جمعیۃ اسلامی دونوں کو ختم کر دیا گیا ۔ مگر میں نے حزب اسلامی کا نام چھوڑنا گوارا نہ کیا ۔ اور اب اسکی امارت کی خدمت میرے ہاتھ میں ہے ۔ اور حسنِ اتفاق یہ کہ اس کام میں میرا سب سے اہم معاون اور دست راست اور فعال شخص بھی ہمارے مولانا عبدالحق مدظلہ کا ہی خاص شاگرد ہے ، یعنی مولانا جلال الدین حقانی جو سالہا سال مولانا کی خدمت میں رہے اور دارالعلوم حقانیہ میں دورۂ حدیث پڑھ کر فارغ التحصیل ہوئے اور کچھ دن دارالعلوم میں مولانا کی خدمت میں رہ کر تدریس بھی کرتے رہے ۔ وہ اخلاص شجاعت اور زہد و تقویٰ کا ایک مثالی نمونہ ہیں ۔ اور میدانِ کارزار میں خود برسرِ پیکار رہتے ہیں ۔"

کچھ دیر توقف کے بعد مولانا خالص نے کہا کہ ایک مولانا جلال الدین کیا اس وقت ہمارے پورے افغانستان میں شاید ایسے لوگ بہت ہی کم ہوں جو بالذات یا بالواسطہ مولانا عبدالحق صاحب مدظلہ کے شاگرد نہ ہوں ۔ مولانا جمیل الرحمان صاحب ، مولانا حسن صاحب کنڑ حاجی دین محمد صاحب ان کے ساتھ قومیں تھیں ، قوت تھی ہم سب نے مل کر اللہ پر توکل کرتے ہوئے کام شروع کر دیا ۔"

سلسلۂ کلام کاٹتے ہوئے میں نے مولانا سے اسلحہ اور بارود کے بارہ میں پوچھا کہ اتنی عظیم قوت کے مقابلہ میں وسائل کہاں سے آتے ہیں ۔ مولانا خالص نے کہا :

باقی ص ۳۷ پر